Fikr-o-Nasar (Islamabad) 16:8 (1979)

محامد محمد ما قبل بعثت

ارشاد شاکر اعوان

مشہور روایات کی رو سے فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے بیان اور نعت کی روایت کا آغاز اسی وقت سے ہوتا ہے جس دم حضرت آدم کی تخلیق ہوئی۔ چنانچہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضرت آدم کو پہلا الہام ہوا تو آپ کو ''ابو محمد'' کہہ کر پکارا گیا۔ آپ نے نور محمدی کو دیکھ کر تعجب سے پوچھا اے میرے پرور دگار یہ کیسا نور ہے۔ ارشاد ہوا۔

''یہ نور اس نبی کا ہے جو تمہاری اولاد میں سے ہوگا، جس کا نام آسمانوں پر احمد اور زمین پر محمد ہے۔ اگر یہ نور نہ ہوتا تو نہ میں تمہیں پیدا کرتا نہ زمین و آسمان پیدا کئے جاتے''۔

لیکن اس قسم کی روایتیں جس قدر مشہور ہیں ان کی استنادی حیثیت اتنی مستحکم نہیں البتہ سابق کتب سماوی کے مطالعہ سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ہر آنے والے نبی نے جانے سے پہلے ممدوح کائنات کے آنے کی بشارت دی، اس کی نشانیاں بتائیں اور اس کی صفات بیان کیں۔ مشرق و مغرب کے سبھی انبیاء و مصلحین نے اس روایت کو نبھایا۔ تمام آسمانی کتابیں اور الہامی صحیفے استداد زمانہ کے ہاتھوں ہزار رد و بدل کے باوجود آج بھی اس شہادت کی ادائیگی کا حق ادا کر رہے ہیں۔ کل اگر کتب سابقہ کے علماء نے زبور، انجیل، تورات اور دوسرے آسمانی صحائف میں نبی آخر الزماں کی صفات کی گواہی دی تو کتاب مقدس اور دیگر یادگاریں بید بینوں اور بد اندیشوں کی کوشش بسیار

کے باوجود آج بھی حضور سرور کونین کی توصیف و تعریف سے مزین نظر آتی ہیں۔
حضرت عبد اللہ بن عمر و ابن العاص نے تورات کے حوالے سے آپ کی یہ صفات بیان کیں۔

''امت کے حال کا گواہ، بشارت دینے والا، ڈرانے والا، گروہ امیین کا پناہ دھندہ، میرا بندہ میرا پیغمبر، نہ بد خلق نہ سخت مزاج، برائی کا بدلہ برائی سے نہ دینے والا بلکہ معاف کردینے والا اور بخشش دینے والا، سربستہ دلوں کو کشادگی دینے والا،،۔

حضرت عبداللہ بن سلام کہتے ہیں تورات میں حضورؐ کی صفات لکھی ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔
حضرت کعب الاحبار رضؓ توریت سے یوں نقل فرماتے ہیں۔

''محمد رسول اللہ میرے پسندیدہ بندے، بدی کا بدلہ بدی سے نہ دینے والے بلکہ معاف کردینے اور در گزر فرمانے والے ۔ ان کی جائے پیدائش مکہ، مقام ھجرت مدینہ اور مرکز سلطنت شام ہے،،۔

یمن و حضرموت کے بادشاہ اباکرب نے جسے تبع ثانی کہتے ہیں، یثرب (مدنیہ) پر چڑھائی کی، اوس و خزرج کے اخلاق سے اتنا متاثر ہوا کہ صلح کی درخواست کی، معاھدہ صلح طے کرنے کے لئے اوس و خزرج کی طرف سے اجیحہ بن الحلاج اور بنیامین قرظی مامور ہوئے، معاھدہ صلح طے پا جانے کے بعد بنیامین قرظی نے تبع سے کہا۔ آپ اس شہر کو فتح نہیں کر سکتے تھے۔ بولا کیوں ! کہنے لگے یہ شہر ایک نبی کی فرودگاہ ہے جو قریش سے ہوگا۔ تبع نے اس پر یہ شعر پڑھا۔

القی الی نصیحۃ کی ازدجر عن قریۃ محجورۃ بمحمد

ترجمہ : اس نے مجھے نصیحت کی کہ میں اس بستی سے ہٹ جاؤں جو محمد کی وجہ سے محفوظ رکھی گئی ہے ۔ پھر اس نے یہ شعر کہے ۔

شہدت علی احمد انہ ۔۔۔ نبی من اللہ باری النعم
فلو مد عمری الی عمرہ ۔۔۔ لکنت و زیراً لہ وابن عم
وجاھدت بالسیف اعداءہ ۔۔۔ و فرجت عن صدرہ کل غم
لہ امۃ سمیت فی الزبور ۔۔۔ لہ امۃ ھی خیر الامم

ترجمہ : میں نے گواھی دی کہ محمد اللہ کے نبی ھیں جو تمام نعمتوں کا خالق ہے ۔ اگر آپ کی زندگی تک میری عمر نے وفا کی تو میں آپ کا بھائی اور مددگار ھوں گا ۔ تلوار سے میں آپ کے دشمنوں کے خلاف جہاد کروں گا اور آپ کے دل سے ھر غم کو دور کروں گا ۔ آپ کی ایک امت ھوگی جس کا نام زبور میں (آسمانی کتابوں میں) آیا ہے ۔ آپ کی امت امتوں میں بہترین امت ھوگی ۔

تبع کے دو شعر اور بھی مشہور ھیں جو خالص نعت کی ذیل میں آتے ھیں ۔ ان میں آپ کے عہد رسالت تک جینے کی آرزو کی ہے ۔

و یأتی بعدہ رجل عظیم ۔۔۔ نبی لا یرخص فی حرام
یسمی احمد یالیت انی ۔۔۔ اعمر بعد مبعثہ بعام

ترجمہ : اس کے بعد ایک عظیم انسان آئے گا ۔ وہ ایک نبی ھوگا جو کسی حرام بات کی اجازت نہیں دے گا ۔ اس کا نام احمد ھوگا ۔ اے کاش میں اس کی بعثت کے بعد ایک آدھ سال زندہ رھتا ۔

سیرۃ نبویہ و الآثار المحمدیہ میں ہے کہ ابو ایوب انصاری کا وہ مکان جہاں آپ نے ھجرت مدینہ کے بعد قیام فرمایا اسی تبع نے حضور کے لئے تعمیر

کیا تھا۔ و ذکر ابن اسحاق ان ھذا البیت الذی لابی ایوب بناہ له (صلی اللہ علیه وسلم) تبع الحمیری۔

کعب بن لوی شاید پہلا شخص تھا جو عروبه (جمعه) کے دن لوگوں کو اکھٹا کرکے خطبه دیا کرتا تھا۔ (کعب بن لوی حضور کے جد امجد تھے۔ سیرۃ نبویه میں ھے کان بینه و بین مبعثه صلی اللہ علیه وسلم خمس مأۃ و ستون سنة) اپنے ان خطبات میں کعب بن لوی حضور ''النبی المنتظر،، کی بعثت کی بشارات دیتا علامات بتاتا اور صفات بیان کرتا، وہ اپنے ایک خطبه میں اھل مجلس کو اپنے حرم (کعبة اللہ) کی تعظیم اور زیب و زینت سے آراسته کرنے کی ھدایت کرتا ھے اور حضور نبی کریم کی بعثت کی خوشخبری سناتا ھے۔ کہتا ھے۔

الدار امامکم و اظن غیر ما تقولون، و حرمکم، زینوہ و عظموہ، فسیأتی له نبأ عظیم، سیخرج منه نبی کریم۔

ترجمه : وہ گھر تمہارے سامنے ھے۔ میرا خیال اس کے برعکس ھے جو تم کہتے ھو۔ وہ تمہاری حفاظت کا ضامن ھے۔ تم اس کو آراسته کرو۔ اور اس کا احترام کرو۔ کیونکه عنقریب اس سے متعلق ایک بڑی خبر آنے والی ھے۔ عنقریب اس گھر سے ایک نبی کریم کا ظہور ھونے والا ھے۔

سیرۃ نبویه میں ان کے کئی ایک اشعار نقل ھوئے ھیں۔ ایک شعر میں وہ اپنی زندگی کی دعا مانگتے ھیں تاکه آنے والے نبی کی تائید کر سکیں۔

یا لیتنی شاھداً فحواء دعوته حین العشیرۃ تبغی الحق خذلانا

ترجمه : اے کاش میں اس کی دعوت کے وقت زندہ رھتا جب که اس کے اھل خاندان حق کی اعانت سے ھاتھ اٹھا لیں گے۔

عرب میں کاھنوں کی ایک جماعت بھی تھی جو مقفیٰ و مسجع کلام میں لوگوں کو غیب کی خبریں سناتے تھے۔ ظہور اسلام کے قریب یہ لوگ ایک نبی کی آمد کی عموماً پیش گوئی کرتے تھے۔ سفیان بن مجاشع التمیمی نے اپنی قوم کو ایک کاھنہ کے گرد جمع دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گیا، وہ کسی کی اعانت کرنے والوں کی تعریف کر رھی تھی اور اس کے مخالفین کی تباھی و رسوائی کا بیان کرتی جاتی تھی۔ سفیان بولا تجھے تیرے باپ کی قسم بتا وہ کون ہے۔ بولی وہ ایک نبی ہے جس کی غائبانہ تائید ہوگی۔ اور اس کی بعثت کا زمانہ قریب ہے۔

نبی سوید، قد آنی حین یوجد، و دنی اوان یولد یبعث الی الاحمر و الاسود بکتاب لا ینفد، اسمه محمد۔

ترجمہ: وہ ایک ایسا نبی ھوگا جس کی تائید کی جائے گی۔ میں آؤں گی جب وہ موجود ھوگا۔ وہ وقت قریب ہے جب وہ پیدا ھوگا۔ وہ اسود و احمر کی طرف ایک ایسی کتاب کے ساتھ بھیجا جائے گا جو کبھی ختم نہ ھوگی۔ اس کا نام محمد ھوگا۔ شرح الشفاء میں ہے کہ سفیان نے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا مگر ع ھر ھوسناکے نداند جام و سنداں باختن۔ بے نام مرا۔

سفیان نے پھر پوچھا وہ عربی ھوگا یا عجمی ، بولی مجھے بلندیوں والے آسمان اور گھنی شاخوں والے درختوں کی قسم وہ معد ابن عدنان کے قبیلے سے ھوگا۔
اما و السماء ذات العنان والشجر ذات الافنان انه لمن معد بن عدنان۔

— ۲ —

یہ تو وہ لوگ تھے جو اھل کتاب میں سے تھے، شرک و بت پرستی سے متنفر ھوئے اور کتاب کے حوالے سے رسول اکرم کی آمد کے چرچے عام

کرتے رہے، اور خود ان کی بعثت اور تشریف آوری کا انتظار کھینچتے رہے۔ یا وہ لوگ تھے جو اپنے مکاشفات اور پیش گوئیوں کے ذریعے بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح اور یکسر تباہ شدہ اخلاقی اقدار کے سدھرنے کی امیدیں بندھاتے تھے اور ایک عظیم مصلح اور محسن انسانیت کی ولادت و بعثت کی نویدیں دیتے تھے اور ساتھ ساتھ آپ کی شان بھی بیان کرتے جاتے تھے۔

اب آئیے ان کتب سماوی کی طرف جن میں عہد بعہد کی قطع و برید، کمی بیشی اور ترسیم و تحریف کے باوجود وہ حقیقت جوں کی توں رہی، جس کی بشارتیں وہ کتابیں لے کر آئیں، بلکہ جن کے آنے کا مقصد ہی وہ بشارات لانا تھا — اناجیل اربعہ میں یوحنا کی انجیل نے حضرت عیسی علیہ السلام کے الوداعی پیغامات میں جس(۱) روح حق، مددگار، شفیع، سچائی کی روح اور وکیل کی بار بار بشارت دی ہے اس کی صفات یہ بیان کی ہیں:۔

۱۔ حضرت عیسی کی اصلی تعلیم جسے لوگ بھلا چکیں گے یا جس میں رد و بدل کر دیں گے از سر نو یاد دلانے والا۔

۲۔ حضرت مسیح کی عظمت و جلال کو دنیا میں قائم کرنے والا، ان کی گواہی دینے والا اور ان پر ایمان نہ لانے والوں کو گنہگار ٹھہرانے والا۔

---

(۱) روح حق مددگار شفیع وغیرہ کے لئے اصل عربی بائیبل مطبوعہ لندن ۱۸۲۱ء، ۱۸۸۴ء میں لفظ فارقلیط استعمال ہوا ہے۔ پہلے پہل اردو بائیبل میں بھی یہی لفظ تھا بعد میں اسے شفیع وکیل کے معنوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ دراصل فارقلیط یونانی لفظ پیرکلی‌طوس یا پیرکلو طوس کا معرب ہے جس کا مطلب احمد ہے۔ برنباس نے لفظ احمد بحال رکھا۔ (انجیل برنباس سعادت خلیل بک)

٣ - اپنی طرف سے کچھ نہ کہنے والا، بلکہ اللہ تعالی کی بتائی ہوئی باتیں بیان کرنے والا۔

یوحنا نے جب بپتسمہ دینا شروع کیا تو یروشلم سے فریسیوں کے فرستادہ کاھن اور لاوی اس سے پوچھنے لگے کیا تو ایلیا ہے؟ کیا تو مسیح ہے؟ کیا تو وہ نبی ہے؟ تو اس نے جواب دیا۔

''نہیں میں تو اس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے لائق نہیں،،۔ ''وہ نبی،، ابدالآباد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔

اس کے علاوہ یوحنا، لوقا، اعمال، کتاب پیدائش، مکاشفہ یوحنا اور استثناء میں حضور کی یہ صفات بیان ہوئی ہیں۔

''زور آور، روح القدس، دنیا کا سردار، بنی اسرائیل کے بھائیوں (بنی اسماعیل) سے آنے والا، موسی علیہ السلام کا مثیل (صاحب شریعت، صاحب کتاب، صاحب ھجرت) اور تاریخ شاھد ہے کہ حضرت موسی کے بعد آنحضرت سے پہلے کوئی نبی ان صفات سے متصف نہیں ہوا۔ (رحمۃ للعالمین از قاضی محمد سلیمان)۔

فاران سے ظاھر ہونے والا، جب تک سورج رہے گا اس کا نام رہے گا، ایک ابدی عہد باندھنے والا تاکہ اولاد ابراھیم ابدالآباد تک خدا کی جاننے والی رہے، سچا برحق اور راستی کے ساتھ انصاف کرنے والا بہت سے تاجوں والا، بادشاہوں کا بادشاہ، اور خداوندوں کا خداوند یعنی جامع الکمالات نبی۔

کتاب تسبیحات سلیمان میں تو صاف طور پر آپ کو محمد کے نام نامی سے یاد کیا گیا ہے۔ سات برس کی عمر میں آپ کو آشوب چشم کا عارضہ ہوا تو دادا محترم آپ کو عکاظ کے ایک راھب کے پاس لے گئے جو امراض چشم کا ماہر تھا، اس نے آنحضور کو دیکھا تو کہا یہ تو وہی ہے جسے حضرت سلیمان

— خلو محمدیم کا خطاب دے چکے ھیں ۔(۲)

مہاتما بدھ نے نندا کو اپنی رخصتی کے وقت تسلی دیتے ھوئے کہا۔ میں کوئی آخری بدھ نہیں۔ اپنے وقت پر دنیا میں ایک اور بدھ آئے گا، — مقدس، منور القلب، عمل میں دانائی سے لبریز، مبارک، عالم کائنات اور انسانوں کا عدیم النظیر سردار جو غیر فانی حقائق میں نے ظاھر کئے وہ بھی ظاھر کرے گا۔ وہ ایک مکمل ضابطہ حیات اور مکمل نظام زندگی کی تبلیغ کرے گا۔

ویدوں میں آپ کے والد بزرگوار کا نام وشنو بھگت (عبداللہ) والدہ ماجدہ کا نام سمانی (آمنہ) جگہ پیدائش سالمدیپ (عرب) اور تاریخ پیدائش بارھواں دن سوموار بتائی گئی ھے۔ ویدوں نے آپ کو جگت گرو (سرور عالم) محامد، محمت، اور کاینکی اوتار (خاتم النبیین) کے لافانی خطابات سے یاد کیا ھے۔ بھگوت، کلکی پران اور بھوشید پران کے علاوہ سام وید کے پھاٹک ۲ کھنڈ ٦ منتر ۸ آپ کی صفت یوں بیان کرتا ھے۔

احمدی پتوپرسیدھیا امرتسیه جیاگرہ اھم سوویه ایوجنی

(احمد نے اپنے رب سے پر حکمت شریعت پائی (جس کے سبب) میں سورج کی طرح روشن ھو رھا ھوں)

— ۳ —

الغرض ھر آنے والا آیا اور آنے والے (ص) کی آمد آمد کے چرچے چھوڑ کر چلا گیا اور پھر جب دنیا اور دنیا میں رھنے والوں کو رھبان و احبار، موحدین

---

(۲) خلو محمدیم زہ دودی زہ دوعی یا بنوت یروشلم۔ وہ سراپا ستودہ صفات ھے، یہ ھے میرا محبوب، یہ ھے میری جان، اے یروشلم کی بیٹیو! (سیرۃ رسول نمبر ماہ نو کراچی ۱۹٦۳ء)

و متکلمین اور منجم و کہان نے اس بشارت عظمی کے دیدار کے لئے سراپا اشتیاق بنا دیا تو وہ گھڑی بھی آئی جب تمام دنیا کی یہ بشارت عظمی، دعائے خلیل کا یہ ثمرہ اور مسیحا کی یہ نوید پوری ہوئی، فتح الباری اور مواھب کے مطابق ایک یہودی جس کا نام واقدی کے نزدیک یوسف تھا مکہ آرہا تھا، اس نے قریش سے کہا ۔

''آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ آج کی شب امت کا نبی پیدا ہوا ہے اس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی (مہر نبوت) ہے''

قریش نے تحقیق کیا تو حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں بچہ پیدا ہوا تھا جس کا نام دادا نے محمد اور ماں نے فرشتے سے بشارت پاکر احمد رکھا تھا ۔ یہودی نے مہر نبوت دیکھی تو بے ہوش ہوگیا ۔ ہوش میں آنے کے بعد کہنے لگا اے گروہ قریش ! بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہوئی ۔ سن رکھو ! یہ تم پر ایسا غلبہ پائے گا کہ اس کی خبر مشرق و مغرب سے شائع ہوگی ۔ جب حلیمہ سعدیہ نے آپ کو ایک یتیم بچہ دیکھ کر رضاعت میں لینے میں تامل کیا تو سیدہ آمنہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا ۔

یا طیر سلی عن ابنك فانه سیکون له شان

جب حلیمہ سعدیہ آپ کو لے کر چلیں تو سیدہ آمنہ نے یہ شعر پڑھے اور شاید ظہور قدسی کے بعد آپ کی شان میں کہے گئے اشعار میں انہی کو اولیت حاصل ہے ۔

اعیذ باللہ ذی الجلال من شرما مر علی الجبال
حتی اراہ حامل الحلال و یفعل العرف الی الموال
و غیرهم من حشوة الرجال

میں اپنے بیٹے کو خدا کی پناہ میں دیتی ہوں اس شر سے جو پہاڑوں

پر چلتا ھے ۔ یہاں تک کہ میں اسے شتر سوار دیکھوں اور دیکھ لوں کہ وہ غلاموں اور درماندہ لوگوں کے ساتھ نیک سلوک اور احسان کرنے والا ھے ۔

سیف ذی یزن حمیر (یمن) کا ایک ناسور اور صاحب فضل و کمال بادشاہ تھا، اس کے دربار میں قریش کا ایک تہنیتی وفد پہنچا اور حاضری کی اجازت چاھی ۔ بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ تم میں سے جو شخص شاھانہ آداب گفتگو سے واقف ھو وہ آئے ۔ خواجہ عبدالمطلب تشریف لے گئے ۔ آپ نے اپنا مدعا اس فصاحت سے بیان کیا کہ بادشاہ متاثر ھوئے بغیر نہ رہ سکا ۔ آپ سے آپ کا نام و نسب پوچھا اور قافلے کو مہمان خانے میں ٹھہرانے کا حکم دیا، فارغ وقت میں پھر آپ کو بلایا اور کہنے لگا میں نے کتابوں میں پڑھا ھے کہ آپ کے گھرانے سے ایک نبی پیدا ھوگا ۔ جس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ھوگی ۔ اور یہ کہ اس کی ولادت باسعادت کا زمانہ بھی یہی ھے ۔ اس کا نام محمد ھوگا ۔ اس کا والد اور والدہ دونوں فوت ھو جائیں گے اور اس کی پرورش اس کے دادا اور چچا کریں گے ۔ شرح الشفا میں لکھا ھے کہ جب خواجہ عبد المطلب نے اس کی یہ تقریر سنی تو فرط انبساط اور وفور جذبات سے سجدے میں گر پڑے ۔ سیف نے آپ کو اٹھایا اور آنحضور کی شان یوں بیان کرنے لگا ۔

واللہ باعثه جهاراً وجاعل له منا انصاراً یعزبهم اولیاءه و یذل بهم، اعداءه و یضرب بهم الناس علی عرض و یسبح بهم کرام الارض، یعبد الرحمن، و یدحر الشیطان و یخمد النیران و یکسر الاوثان — قوله فصل و حکمه عدل یامر بالمعروف و یفعله و ینهی عن المنکر و یبطله ۔

ترجمہ : اللہ اسے علانیہ مبعوث کرے گا اور ھم میں سے اس کے لئے مددگار بنائے گا ۔ جن کے ذریعے اس کے دوستوں کو عزت اور اس کے دشمنوں

کوذلت دے گا۔ لوگ ان سے پہلو تہی کریں گے اور زمین کے شرفاء ان کا ساتھ دیں گے۔

وہ رحمان کی بندگی کرے گا اور شیطان کو ذلیل کرے گا۔ وہ آگوں کو بجھائے گا، بتوں کو توڑے گا۔ اس کی بات دوٹوک ہوگی۔ اس کا حکم مبنی بر انصاف ہوگا۔ وہ نیکی کا حکم دے گا اور خود بھی نیکی کرے گا۔ برائی سے روکے گا اور خود بھی برائی سے کنارہ کش ہوگا۔

ایام جوانی میں قیام امن کی کوششوں اور دوسرے نیک کاموں کی وجہ سے قوم آپ کو ''صادق،، اور ''امین،، کہہ کر پکارتی تھی۔ حجر اسود کے قضیہ پر جب اتفاقاً آپ سب سے پہلے حرم میں داخل ہوئے تو لوگ یک زبان ہوکر پکار اٹھے ھذا الامین رضیناہ ، امین آگیا امین آگیا ہم ان کا فیصلہ قبول کرتے ہیں۔

سفر شام سے واپسی پر جب حضرت خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ کی زبانی آپ کی صفات اور بحیرہ و نسطورہ راہبوں کی باتیں سنیں تو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل سے ان کا ذکر کیا۔ بزرگ ورقہ الہیات کے بہت بڑے عالم اور مذہبا عیسائی تھے۔ ورقہ نے اس موقع پر اپنا وہ مشہور قصیدہ کہا جسے بعض مورخوں اور سیرت نگاروں نے وحی اولی کے واقعہ سے منسوب کیا ہے۔ جو صحیح نہیں۔ ہمارے اس دعوے کی پہلی دلیل تو یہ ہے کہ یہ قصیدہ ابن ہشام نے اپنی کتاب سیرۃ ابن ہشام میں (جسے اولین قریبی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے)۔ حدیث خدیجہ کے عنوان کی ذیل میں نقل کیا ہے جو واقعہ نکاح کے بعد آتا ہے اور باب ۳۱ میں ہے جب کہ وحی اولی کے نزول کا واقعہ باب ۴۰ میں ہے۔ دوسری دلیل خود قصیدہ کے اشعار کا مفہوم ہے جن

میں وہ (ورقہ) پیغمبر آخر الزمان کی بعثت کا انتظار کرتے کرتے تنگ آچکے ہیں۔ ان کا انتظار طول کھینچ گیا ہے۔ خدیجہ سے ایک کے بعد ایک وصف سن کر انہیں امید پیدا ہوجاتی ہے کہ وہ پیغمبر یہی ہے۔ وہ ارمان ظاہر کرتے ہیں کہ اگر میں ان کے اعلان نبوت تک زندہ رہا تو ان کا ساتھ دوں گا کیونکہ جو ان کی مخالفت کرے گا ذلیل و خوار ہوگا اور اگر میں مر گیا تو ہر جوان کو مرنا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ وحی کے نزول کا زمانہ نہیں ہو سکتا ورنہ وہ اس قسم کی مایوسی اور حسرت کا اظہار کیوں کرتے۔ بہر حال اس تاریخی قصیدے کے منتخب اشعار پیش خدمت ہیں جسے نعت شہ کونین کی تاریخ میں پہلے باقاعدہ قصیدہ کی حیثیت حاصل ہے۔

لججت و کنت فی ذکری لجوجا — لہم طالما بعثت النشیجا
و وصف من خدیجۃ بعد وصف — فقد طال انتظاری یا خدیجا
ببطن المکتین علی رجائی — حدیثک ان اری منہ خروجا
بما خبرتنا من قول قس — من الرهبان اکرہ ان یعوجا
و یظہر فی البلاد ضیاء نور — یقیم بہ البریۃ ان تموجا
فیا لیتی اذا ما کان ذاکم — شہدت و کنت اکثرہم ولوجا

وان اهلک فکل فتی سیلقی
من الاقدار متلفۃ خروجا

ترجمہ : میں اس کی یاد میں ضدی ہوگیا اور میں نے اصرار کیا ایک ایسے غم کے لئے جس نے میری ہچکیاں بندھا دیں۔ خدیجہ سے اس کی ایک صفت کے بعد دوسری صفت سنتا رہا۔ اے خدیجہ میرا انتظار بہت لمبا ہو چکا

ہے ۔ دونوں مکہ کے بیچ کی وادی میں میری امید پر تمہارا یہ کہنا کہ میں اس سے باہر نکلوں گا ۔ تم نے مجھے قس بن ساعدہ کی بات بتائی جو راھبوں میں سے ہے ۔ اس نے جانا پسند نہ کیا ۔ ہر طرف اس کے نور کی روشنی پھیل جائے گی جس میں لوگ گمراھی سے بچ کر صحیح راستے پر آجائیں گے ۔ اے کاش میں اس وقت موجود رھوں اور لوگوں کے مقابل سب سے زیادہ عمل دخل رکھوں ۔ اور اگر میں مرجاؤں تو ہر انسان کو ھلاکت سے دو چار ھونا ہے ۔

غار حرا میں جب پہلی بار آپ پر وحی نازل ھوئی تو حضرت خدیجہ نے آپ کو تسلی دیتے ھوئے یہ تاریخی الفاظ کہے ۔ کلا واللہ ما یخزیك اللہ ابدا ۔ انك تصل الرحم و تحمل الکل و تکسب المعدوم وتقری الضیف و تعین علی نوائب الحق ۔

تاھم وہ آپ کو بزرگ ورقہ کے پاس لے گئیں اور بعض روایات کے متعلق حضرت صدیق رض کے ھمراہ ورقہ کے پاس بھیج دیا ۔ بزرگ ورقہ نے حالات سنے تو حضور کے سر مبارک پر بوسہ دیا اور کہنے لگا ۔

قدوس قدوس والذی نفسی بیدہ انك لنبی ھذہ الامة ولقد جاءك الناموس الاکبر الذی جاء موسی ولتکذبنه ولتوذینه و لتقاتلنه ولتخرجنه و لئن ادرکت ذالك الیوم لا نصرن اللہ نصراً ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بزرگ ورقہ جلد ھی وفات پاگئے مگر ان الفاظ سے ان کے جذبات و احساسات کا اندازہ ھوتا ہے ۔ پیغمبر کی نبوت پر گواھی دینا کوئی معمولی بات نہیں ۔ بعض نقادوں کا خیال ہے کہ ورقہ یہ گواھی دے رہے تھے تو ایمان ھی کیوں نہ لائے ؟ اس سے دراصل ان کا مدعا اس واقعہ کو جھٹلانا ہے ۔ لیکن ذرا غور کیا جائے تو معاملہ واضح ھوجاتا ہے ۔

بزرگ ورقه ایمان کس پر لاتے جب که خود پیغمبر کو بھی اس واقعه سے از حد خوف لاحق تھا وہ خود نہیں جانتے تھے که یه کیا ہوگیا ہے۔ یہی سبب ہے که امام بخاری نے بخاری شریف میں واضح الفاظ میں انہیں پہلے صحابیؓ کی حیثیت سے یاد کیا ہے۔ اور حضور نے ان کی برائی سے منع فرمایا ہے۔

انه اول الصحابة كان شيخا كبيرا۔ يقرء الكتاب و يعرف العبرانية۔ قال لا تسبوا ورقة۔ (شرح الشفا جلد ثالث ص ۲۹۶)

ترجمه : وہ سب سے پہلے صحابی ہیں۔ وہ ایک بڑے بزرگ تھے۔ کتاب پڑھتے تھے اور عبرانی زبان جانتے تھے، فرمایا ورقه کو برا نه کہو۔

مآخذ

(۱) نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب۔ مولانا اشرف علی، فصل دوم روایت سوم

(۲) مشکواة المصابیح، ترجمه اردو

(۳) سیرة النبویه والآثار المحمدیه ۔ از سید احمد زینی برحاشیه سیرة حلبی الجزء الاول، مطبوعه مصر

(۴) سیرة حلبی جزء الاول، مطبوعه مصر

(۵) شرح الشفا (قاضی عیاض) شهاب الدین الخفاجی جلد ثالث، مطبوعه مصر

(۶) رحمة للعالمین ۔ قاضی سلیمان منصور پوری جلد اول دوم سوم، مطبوعه شیخ غلام علی اینڈ سنز

(۷) طبقات ابن سعد حصه اول، اخبار النبی، مصنف محمد بن سعد

(۸) ذکر حبیب ، مولانا محمد اسماعیل ذبیح ، مطبوعہ ہفت روزہ منزل ہری پور ۱۹۷۵ء

(۹) کتاب مقدس۔ مطبوعہ بائیبل سوسائیٹی لاہور

(۱۰) انجیل برنباس اردو، سعادت خلیل بک مطبوعہ ۱۹۲۶ء

(۱۱) انجیل برنباس اردو پروفیسر بشیر محمود اختر مطبوعہ ۱۹۷۶

(۱۲) النبی الخاتم۔ مولانا مناظر احسن گیلانی

(۱۳) سید الانبیاء ظہیر احمد تاج شائع کردہ پی ای ایس ایچ سوسائیٹی کراچی

(۱۴) سیرۃ رسول نمبر ماہ نو کراچی جولائی اگست ۱۹۶۳ء

(۱۵) سیرۃ ابن ہشام اردو جلد اول مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز

— — —